www.KitaboSunnat.com

حال بہت دردناک ہے لیکن حماس کے قائد خالد المشعل اور ان کے قریبی ساتھی دمشق میں امن سے زندگی گزار رہے ہیں۔ انھیں یہ پناہ کسی دوسرے ملک میں نہیں مل سکتی۔ شام کے سارے شہر میں حماس کی حمایت کا پہلو ہی خیر کا ایک مظہر ہے۔ جبکہ شامی اخوان کو اسلام کے بھائی بند فراموش کر بیٹھے ہیں۔

شام میں چونکہ عوام کو جمہوری آزادی نہیں ہے، لہٰذا اخوان کی نمایندگی بھی موجود نہیں۔ اگر عرب ملکوں میں حقیقی معنوں میں عوام کو آزادانہ ماحول میں نمایندگی دینے کا موقع دیا جائے تو مصر اور شام دو ایسے ملک ہیں۔ جہاں اخوان کو سیاسی میدان میں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ شامی اخوان کے معاملے میں عالم اسلام کو اور اسلامی تحریکوں کو ان کے اس مسئلے کو زندہ کرنے کے لیے فکر کرنی چاہیے اور ان کے حق میں آواز اُٹھانی چاہیے۔ یہی وقت کا تقاضا ہے۔[۴۱]

حماس

ا۔ فلسطین ''ہلال وصلیب'' کی رزم گاہ

فلسطین کو بجا طور پر نبیوں کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک مقدس سرزمین سے توحید کی آواز بلند ہوتی رہی۔ حضور اس سرزمین میں واقع مسجد اقصیٰ سے ہی معراج کو عرش کی طرف گئے۔ اور مسلمانوں کا قبلہ اول رہی۔ عربوں کے دور میں اردن اور شام کی طرح یہ بھی حکومت کا حصہ رہی۔ جنگ عظیم اول سے پہلے فلسطین بھی لبنان اور اردن کی طرح عثمانی سلطنت کا ایک حصہ تھا۔ جنرل النبی کے تحت انگریزی فوجیں پہلی دفعہ بیت المقدس میں داخل ہوئیں۔ اور آج تک صلیبی جنگ جاری ہے۔ اور خطہ آج تک اسی طرح باطل وحق کی رزم گاہ بنا ہوا ہے، جس طرح بارھویں صدی میں بنا تھا۔[۴۲]

فلسطین میں صیہونی جارحیت تشدد دہشت گردی اور جبری قبضے کی خونیں داستان ایک صدی سے زیادہ عرصے پر پھیلی ہوئی ہے۔ جب عیسائی دنیا میں یہودیوں کے لیے عزت سے زندہ رہنے کا ہر موقع معدوم ہو گیا اور ظلم وتعصب نے نسل کشی کی شکل اختیار کر لی تو مسلم ممالک اور خصوصیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عرب دنیا نے ان ستم زدہ یہودیوں کے لیے اپنے دروازے ہی نہیں سینے بھی کھول دیئے۔لیکن خالص سیکولر اور استعماری مقاصد کے لیے قائم ہونے والی یہودی (Zionist) ۴۳ تحریک نے اس تاریخی احسان کا بدلہ اس طرح دیا کہ سرزمین فلسطین پر جبر اور تشدد، دھوکہ اور دغا بازی سے استعماری طاقتوں سے ساز باز کر کے قبضہ غیر قانونی جمانا شروع کر دیا۔خصوصیت سے پہلی عالمی جنگ کے بعد اعلان بالفور۴۴ کے سایے تلے 30 سالہ عملی جنگ کے ذریعے اپنا تسلط قائم کر دیا۔اقوام متحدہ کی 1948 کی ایک غیر قانونی قرارداد کے ذریعے ریاست کا درجہ دے دیا ۔

اسرائیل نے اس پر بھی قناعت نہ کی اور بار بار کی فوج کشی کے ذریعے اپنے تسلط کے دائرے کو برابر وسیع کیا اور بالآخر 1947ء میں پوری ارض فلسطین اور شام کی گولان کی پہاڑیوں لبنان کے چند جنوبی سرحدی علاقوں اور مصر کے وسیع وعریض صحرائے سینا پر قبضہ کرلیا۔1973ء کی جنگ کے بعد عرب ریاستوں نے مسئلہ فلسطین سے جان چھڑانے کی کوشش تیز کر دی۔'کیمپ ڈیوڈ''اور''اوسلو'' معاہدے کے ذریعے اپنے اپنے مفادات کے حصول کی جدوجہد میں لگ گئے۔ان حالات میں دل برداشتہ فلسطینی عوام نے اسرائیلی سامراجی قبضے کے خلاف اپنی آزادی کی جدوجہد شروع کی اور "الفتح" کے جھنڈے تلے اسرائیل کے قبضے کو چیلنج کیا۔لیکن "الفتح" نے جنگ آزادی کو مذاکرات کی میز پر تحلیل کرنے کا عمل شروع کر دیا۔

الفتح

اہل فلسطین کی بڑی تنظیم حرکتہ اللتحریر الفلسطین (تحریک آزادی فلسطین) ہے جو''الفتح'' کے نام سے مشہور ہے۔اور انگریزی میں اس کو (Polostine Liberation Organization) کہا جاتا ہے۔الفتح یا P.L.O اس کا مخفف ہے۔

اس تنظیم کا عسکری بازو ہے اور یاسر عرفات کی سربراہی میں الفتح تحریک آزادی فلسطین کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی تھی۔اسے فلسطینیوں کی جدوجہد کے سلسلے میں کئی عشروں تک اجارہ داری حاصل رہی۔حماس کا اس زمانے میں نام ونشان تک نہیں تھا۔بہت جلد آزادی فلسطین کا دم بھرنے والے یاسرفات نے اپنے دیرینہ موقف سے رجوع کرلیا۔اب اسرائیل کے اندر ہی خود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختاری کی بات کرنے لگے۔ نیز اپنے سیاسی رخ کو سیکولرزم اور امریکا سے مفاہمت کے سانچوں میں ڈھال دیا۔[۴۵]

پی۔ایل۔او کو 1970ء، 1980ء کے عشروں کے دوران پے در پے ناکامیاں ہوتی رہیں۔ پہلے اُس نے اُردن میں ہزیمت اُٹھائی اور پھر لبنان میں پسپائی سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کی قیادت کا رویہ خطے کے دیگر عرب ممالک کی آمریت پسند حکومتوں کے رویے سے قطعاً مختلف نہیں تھا۔

لیکن ان دو عشروں کے دوران اسلام کے علمبرداروں نے پی ایل او کی راہ میں مزاحم ہونے اور بین الاقوامی میدان میں نمایندگی کے سلسلے میں اس سے کوئی مسابقت نہیں کی[۴۶]۔

اس صورت حال میں فلسطینی نوجوانوں کے اندر جذبۂ جہاد اور شوق شہادت پیدا کرنے والی شخصیت شیخ احمد یسین کی شخصیت نمودار ہوئی۔ جنھوں نے معذور ہونے کے باوجود بلند ہمت اور خوددار ہونے کا ثبوت دیا اور حماس کی بنیاد رکھی۔

تحریک حماس کی تاریخ حقیقتہ فلسطین میں تحریک اخون المسلمون سے وابستہ ہے۔ اخون المسلمون نے عالم عرب میں دینی بیداری اور علمی احیا کی تحریک پیدا کردی۔ چنانچہ 1945ء میں القدس میں اخوان المسلمین کا پہلا دفتر قائم ہوا۔ اور اگلے سال پورے فلسطین میں اس کی شاخیں پھیل گئیں۔ یہ ہے وہ پس منظر جس میں فلاح عامہ کے کاموں میں اور عسکری میدان میں اپنا لوہا منوانے کے بعد حماس نے سیاسی و جمہوری عمل میں شرکت کرکے کامیابی حاصل کی۔ اگلے صفحے حماس کی کامیابیوں، اس کے طریق کار اور اس کی گوناگوں قربانیوں کے جائزے پر مشتمل ہیں۔ تنظیم آزادی فلسطین (پی ایل او) اور الفتح نے جو کردار ادا کیا اس کے بارے محتاط سے محتاط زبان بھی استعمال کی جائے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ یاسر عرفات مرحوم مصلحت کی کوششوں کے اس قدر شکار ہوئے کہ اپنی منزل ہی کھو بیٹھے۔ بلکہ اسرائیل نے ان کے ساتھ اتنی بدسلوکی کی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے کہتے ہوں گے:[۴۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گھر کو نہ لٹاتا اگر تو جانتا یہ

۲۔''حماس'' اسلامی تحریک مزاحمت

تعارف

اسلامی تحریک مزاحمت (حماس) فلسطین کی اسلامی جدوجہد (مجاہدہ) کی تحریک ہے۔جس کا اعلیٰ ترین حوالہ اسلام ہے۔اوراس کی منزل فلسطین کی آزادی ہے۔

حماس دسمبر 1987 میں قائم ہوئی تھی۔اس کا نام حماس " حرکۃ المقاومۃ الاسلامیہ " کے ابتدائی حروف جوڑنے سے بنا ہے۔

تحریک حماس جس کی جڑیں الاخوان المسلمین (اخوت مسلمانان عالم) کے اندر پیوست ہیں،جس نے ایک عظیم معاشرتی منصوبے سے جنم لیا ہے،جس کا مطمع نظر انسان دوستی اور فلاح خلق ہے۔حماس فلسطین میں فلسطینی اخوان کی فکری اور تحریکی جانشین ہے۔جس کی بنیادیں 1930ء اور 1940ء کے عشروں میں رکھی گئی تھیں۔جس میں اس عزم کا اعلان کیا گیا کہ پورے ذرائع ووسائل کے ذریعے ملک کا دفاع کرے گی۔[۴۸]

1۔ فلسطین میں اخوان کا کردار اس وقت عروج پر پہنچ گیا،جب نکبہ (تباہی) کے موقع یعنی 1948ء میں فلسطین کو یہودیوں کے قبضے میں جانے سے روکنے کے لیے اپنے سینکڑوں رضا کار بھیجے تھے۔جبکہ یہی اخوان 1970ء کے عشرے میں جہاد فلسطین سے گریز کر رہے تھے۔اوران کا استدلال یہ ہوتا کہ فلسطین میں جو کچھ ہوا وہ اس بیماری کی علامت کے سوا کچھ نہیں جس میں ساری امت مبتلا ہےاور امت کی یہ کمزوری مذہب سے گریز کا خطرناک ترین نتیجہ ہے۔اس سے جہاں ایک طرف اسلامی تہذیب وتمدن کو نقصان پہنچا ہے،وہاں دوسری جانب دشمنان اسلام کو مسلمانوں کی سرزمین پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا ہے۔اس کا حل وہ یہ پیش کرتے تھے کہ مسلمان اسلام کی طرف واپس آجائیں۔اس کا قانون نافذ کریں اوراس کے معیارات خیر وشر کو اپنائیں،تب جا کر اُمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کر سکے گی۔ خواہ وہ فلسطین ہو یا کوئی اور جگہ ہو۔

2۔ اخوان نے یہ سبق یاد کیا تھا۔ ہمارے اسلاف میں جن لوگوں نے دنیا کو فتح کیا اور اللہ نے انھیں زمین میں سلطنت عطا فرمائی، وہ زیادہ تعداد نہیں رکھتے تھے، بلکہ وہ جہاد کے اسلحے سے لیس تھے۔

آبادی کے جس حصے میں اسلام کی لہر کا آغاز کیا گیا، وہ طلبہ اور عام نوجوان تھے۔ اخوانوں نے دیگر گروپوں کی طرح سکولوں کے طلبہ کو اپنی اپنی سوسائٹیاں بنانے کی تلقین شروع کی، جس سے انھیں شہرت ملنے لگی۔ مگر انھیں مسجدوں میں زیادہ کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

1970ء میں کویت میں فلسطین اخوان کے سٹوڈنٹ سیکشن کا قیام ہوا۔ یہ ایک بروقت اقدام تھا۔ جس نے بعد میں فلسطین میں ''فلسطینی ایسوی ایشن'' قائم کر لی۔ ان ایسوی ایشنز میں انتہائی مستعد تنظیمیں وہ تھیں جو 1980 کے اوئل میں امریکہ اور برطانیہ میں قائم کی گئی تھیں، اور وہ وہاں ان دیگر یورپی ممالک میں فلسطینی طلبہ کے ساتھ مل کر کام کر رہی تھیں، جو مختلف اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان میں بہت سے طلبہ پی۔ ایل۔ او کی ہیڈ سے بددل ہو چکے تھے۔ کیونکہ ان کے خیال میں P-L-O ۴۹ کی لیڈرشپ ان کو ایسی شرائط پر راضی ہو کر حل کرنا چاہتی تھی، جو ان کے خوابوں سے کمتر تھا، اور وہ خواب تھا کہ فلسطین کو "دریا سے لے کر سمندر تک" آزاد کروایا جائے۔ مہاجرین کو ان کے گھروں میں دوبارہ آباد ہونے میں مدد دی جائے۔

اخوان نے تقریباً دس بارہ سال گھروں اور مسجدوں میں کام کرنے کے بعد حالات کو اس کام کے لیے سازگار پایا کہ عوام کو پبلک پلیٹ فارم سے مخاطب کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ''الجماعۃ الاسلامیہ" کے نام سے ایک سوسائٹی قائم کی گئی۔ اس کا مقصد نوجوانوں کے لیے تعلیمی اور تفریحی پروگراموں اور کھیلوں کا انعقاد کرنا تھا۔

دریں اثنا شیخ یاسین نے اپنے اڈے سے، جو کہ ''العباس مسجد میں قائم کیا گیا تھا، سید قطب ۵۰ کی تفسیر قرآن ''فی ظلال القرآن'' کی آخری جلد چھپوا کر زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا دی۔ الجمعیۃ (سوسائٹی) اور المجمع (سنٹر) کی فعال اور اچھی کارکردگی کے باعث مساجد کی تعداد دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنا سے بھی زیادہ ہوگئی۔ جس میں کنڈر گارٹن سکول اور قرآنی سکول بھی تھے۔ میڈیکل کلینکس بھی تھے، جو عوام کو میڈیکل کی سہولتیں دیتے۔ یہ زکوٰۃ کی کمیٹیاں بھی قائم کرتے جنھیں صحیح مصرف پر خرچ کیا جاتا۔ ان سب کے اولین صدر شیخ یاسین تھے۔

۳۔ شیخ احمد یاسین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان مِن اُمتی رجا لا الا یما ن اثبت فی قلو بھم من الجبا ل الرواسی

میری امت میں ایسے مردان کار موجود ہیں کہ ان کے دلوں میں ایمان زمین میں نصب پہاڑوں سے زیادہ اٹل ہے۔"

شیخ احمد یاسین رحمتہ اللہ علیہ اس صدی کی وہ عظیم ترین شخصیت ہے جس نے اپنی جسمانی معذوری کے باوجود حماس اور "انتفاضہ المبارکہ" کے نام سے مقبوضہ فلسطین میں ایک ایسی تحریک کو برپا کیا، جس نے دنیا کی "بدترین" قوم کے چھکے چھڑا دیئے، اور ان کی تحریک صیہونیت (Zonest Movement) کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ بلکہ یاسر عرفات اور اس کے امن مذاکرات کے ڈھونگ کو طشت از بام کر کے رکھ دیا ہے۔ ۵۱

خون اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری

شیخ یاسین جنھیں "شیخ انتفاضہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے نے مسلمانوں کو سیکولر تنظیموں کے نرغے سے نکال کر اسلام کے پرچم تلے جمع کر دیا ہے۔ ہر طرف فدائین اسلام لشکر صیہونیوں کے خلاف:۔

" خیبر خیبر یا یہود جیش محمدؐ سوف یعود "

کے باطل شکن نعرے لگاتے ہوئے میدان کارزار میں برسرپیکار ہیں ۵۲ جناب منیر احمد خلیلی، شیخ یاسین کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مختلف مساجد میں ایک جلیل القدر عالم دین اور داعی و مبلغ کی حیثیت سے سامنے آیا تو منبرو محراب کی زینت فلسطین کی نسل نو کا مربی اور مظلوم و ستم رسیدہ قوم کا عظیم قائد بن گیا۔''

مسجدوں سے اُٹھنے والی "انتفاضہ" نے دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کی توجہ کھینچ لی۔۵۳

خلیل احمد الحامدی جہاد فلسطین کے بارے میں بیان کے دوران حماس کے اور اس کے لیڈر کے بارے میں لکھتے ہیں:

فلسطین میں جہاد آزادی کو برپا کرنے والا سب سے بڑا اور موثر گروپ حماس ہے۔اس تحریک کو جنم دینے اور چلانے والے تحریک اسلامی کے متعدد حضرات ہیں۔سب سے زیادہ اس کے اندر ذوق شہادت اور روح جہاد پھونکنے والا ایک نوجوان احمد یٰسین ہے۔ جس کا نچلا دھڑ مفلوج ہے،اور معذوروں کی گاڑی کے ذریعے نقل و حرکت کرتا ہے۔۵۴

شیخ احمد 1938ء میں غزہ میں عسقلان کے ایک گاؤں الجوزہ کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔یہودیوں نے الجوزہ پر قبضہ کرلیا تو آپ کا خاندان ہجرت کر کے غزہ کے نزدیک ایک خیمہ بستی میں پناہ لے کر رہنے لگا۔دین کی ابتدائی تعلیم مدرسہ امام شافعی سے حاصل کی۔اس کے بعد ثانوی درجے کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔پھر دار المعلمین بیروت اور اسکندریہ کی یونیورسٹیوں میں بھی پڑھتے رہے۔اعلیٰ تعلیم کے لیے انھوں نے قاہرہ یونیورسٹی میں بھی داخلہ لیا، جہاں وہ اخوان المسلمون سے متعارف ہوئے اور اس کے رکن بن گئے۔وہ مدارس میں دن میں پڑھاتے اور سکولوں سے فارغ ہو کر اخوان المسلمون کو منظم کرنے میں وقت گزارتے۔

1966ء میں یہودی مظالم کے خلاف تقاریر کے جرم میں پہلی بار گرفتار ہوئے مگر چند سال بعد رہا ہو گئے 1983 میں انھیں تخریبی کارروائیوں کے اور بارود کے رکھنے کے جرم میں 31 سال کی سزا سنائی گئی۔مگر ایک معاہدے کے تحت گیارہ ماہ بعد رہا کر دیے گئے۔15 دسمبر کو جب حماس کا باقائدہ اعلان ہوا تو شیخ احمد یٰسین بانی اور چیرمین قرار پائے۔حماس کا ایک عسکری بازو بھی تشکیل دیا گیا، جس کو" عزالدین القسام "۵۵ کا نام دیا گیا۔1989ء میں شیخ ایک بار پھر گرفتار ہوئے مگر اپنے دو یہودی ایجنٹوں کی رہائی کے بدلے میں ان کو رہا کرنا پڑا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر ۲۲ مارچ ۲۰۰۶ء کو نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے ان کو شہید کر دیا گیا۔ ۵۶

امحسبتم ان تد خلوا الجنة ولما يعلم الله الين جهدوا منكم ويعلم الصابرين. ۵۷

۴۔ غزہ دور حاضر کا شِعبِ ابی طالب

مصر کی وادی سینا سے منسلک اور بحر متوسط کے ساحل پر پھیلی ہوئی 40 کلومیٹر لمبی اور 10 کلومیٹر چوڑائی غزہ کی پٹی میں 15 لاکھ فلسطینی بستے ہیں 1948ء میں سرزمین فلسطین پر قبضہ کر کے جب صہیونی ریاست قائم کرنے کا اعلان کیا گیا تو غزہ کی پٹی مصر کے زیر انتظام آ گئی۔ مصری انتظام 19 سال تک قائم رہا۔ 1967 کی عرب اسرائیل جنگ کے نتیجے میں دیگر وسیع علاقوں کے ساتھ ہی ساتھ غزہ پر بھی صہیونی افواج نے قبضہ کر لیا۔ اور غزہ ہاشم پر ابتلا کا نیا دور شروع ہو گیا۔ 1948ء کے بعد دیگر فلسطینی علاقوں سے بھی مہاجرین کی بڑی تعداد غزہ منتقل ہو گئی تھی۔ آٹھ مہاجر خیمہ بستیاں وجود میں آئیں۔ یہودیوں نے بھی یہاں اپنی جدید ۶۵ بستیاں تعمیر کیں۔ اور غزہ کی پٹی کثافت آبادی کے لحاظ سے دنیا کی سب سے گنجان انسانی آبادی بن گئی۔ ۵۸

اس مفلوک الحال آبادی میں جہاد سے آشنا ایک نئی نسل نے جنم لیا۔ شیخ یاسین، ڈاکٹر عبد العزیز الرنیتسی ۵۹ اور انجینئر یحیٰی شہید جیسے راہ نماؤں نے اس نسل کی تربیت کا بیڑہ اُٹھایا۔ اسلامی یونیورسٹی غزہ جیسے تعلیمی ادارے قائم کیے اور بالآخر 1987ء میں اسلامی تحریک مزاحمت وجود میں آئی۔ آغاز کار میں پتھروں اور غلیلوں سے ٹینکوں کا مقابلہ کیا گیا۔ ابابیلی صفت بچے گھروں سے نکلتے ہوئے باوضو ہو کر آتے مساجد میں نوافل ادا کرتے اور صہیونی درندوں کے مقابلے کے لیے نکل آتے۔ بظاہر ان کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ ایسوسی ایٹ پریس کے ایک رپورٹر کے مطابق غزہ میں اسرائیلی فوجیوں نے مشتعل بوتلیں پھینکنے والے عرب مظاہرین پر فائرنگ کر دی۔ جس سے متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ یہ "ٹریفک حادثہ" واحد واقعہ تھا، جس کے نتیجے میں 8 دسمبر 1987ء کو انتفاضہ ۶۰ پھوٹ پڑا جس میں کسی کا دخل نہیں تھا۔ عوام کے غیظ و غضب کا بند اچانک ٹوٹ گیا۔ "تنظیم اسلامی جہاد" "سرایہ الجہاد اسلامی وغیرہ قسم کی مختلف جہادی تنظیموں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اسرائیلی قبضے کے خلاف مذاحمتی مہم شروع کر دی۔ ۶۱

اس موقع پر اخوان کے لیے کوئی اور چارہ نہ تھا کہ وہ فلسطین کو آزاد کروانے کے لیے جہاد کے قائد کا کردار بحال کر سکیں۔ اس کے علاوہ اخوان کے پاس ارادہ بھی تھا، نیت بھی۔ مطلوبہ انفراسٹرکچر بھی اور انتفاضہ کی شمع کو روشن رکھنے کے لیے حماسی حمایت بھی۔

چنانچہ انھوں نے اپنے ارکان اور نیٹ ورک کو متحرک کر دیا۔ اسلامی یونیورسٹی اس میں سرفہرست تھی۔ اس نے سول نافرمانی کی کال دے دی۔ اور ریلیاں منعقد کرنا شروع کر دیں۔

جب انتفاضہ شروع ہوا تو تیونس میں P-L-O کے صدر یاسر عرفات اور ان کے مشیر اس وقت دنیا پر اپنے پر امن ہونے کا تاثر جمانے کی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔

اُدھر اسرائیلی حکام اس کا الزام حماس کی قیادت پر عائد کرنے کا موقع تلاش کر رہے تھے۔ بالآخر 1988ء میں انھیں موقعے کی ایک کڑی مل گئی۔ جب حماس نے اپنا چارٹر شائع کر دیا۔ تو اس میں یہ اعلان موجود تھا کہ جہاد اس وقت تک جاری رکھا جائے گا، جب تک سارا فلسطین آزاد نہیں ہو جاتا اور اسرائیلی ریاست ختم نہیں ہو جاتی۔ چنانچہ اگست 1983ء میں حماس کے لیڈروں اور فعال کارکنوں کی وسیع پیانے پر گرفتاریاں شروع کر دی گئیں۔ ۶۲

انھی کاروائیوں کے نتیجے میں حماس کے فوجی شعبہ کتائب الشہید عز الدین القسام (شہید عزالدین القسام بریگیڈ) نے جنم لیا۔ جن کی قیادت نئی پود کے ہاتھ میں تھی۔ انھوں نے حماس پر ہونے والے مظالم کا انتقام لینے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ لوگ اس کو عشروں پہلے وجود میں آئی فلسطین قوم پرست تحریک کا باب (Version) سمجھ کر اس کی طرف انتفاضہ کا مقصد پورے فلسطین کو آزاد کرانا تھا۔ اس نے ایک حد تک اس لیے بھی جنم لیا کہ اسرائیل نے مغربی کنارے پر قبضہ کر کے فلسطینیوں پر بے حد مظالم ڈھائے۔ جس کا جواب ضروری تھا اور ایک حد تک اس کا مقصد "الفتح" جو لغزشوں کا شکار ہو چکی تھی پر کنٹرول حاصل کرنا تھا۔ ہزاروں شہید، زخمیوں اور قیدیوں کا نذرانہ دینے کے بعد بالآخر بے وسیلہ تحریک انتفاضہ کامیاب رہی اور 1967ء سے غزہ پر بعض عیسائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افواج اور قابض صیہونی افواج 2005ء میں انخلا پر مجبور ہوئیں۔

۵۔ جمہوریت لرزاں

فلسطین میں صدارتی انتخابات یاسر عرفات کے پیرس کے ایک ہسپتال میں انتقال کے تقریباً دو ماہ بعد 9 جنوری 2005 کو ہوئے۔ منتخب صدر محمود عباس نے لیجسلیٹو الیکشنوں کے لیے تاریخ 25 جنوری 2006 کا اعلان کر دیا۔ ایک غیر اسلامی ریاست میں حماس کا موقف دیگر مقبول اسلامی گروپوں سے مختلف نہیں ہے۔ وہ اخوان کے پیش کردہ اسی مسلمہ اصول کی توثیق کرتی ہے جس میں جمہوریت کو اسلام سے ہم آہنگ تسلیم کیا گیا ہے۔ البتہ صدارتی انتظامات کا بائیکاٹ کا فیصلہ اُن کے آزادانہ اور غیر جانبدارانہ، نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ ۶۳

انتخابات ہوئے اور حماس نے پہلی بار انتخابات میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ امریکا اسرائیل اور فلسطینی اتھارٹی نے لاکھوں دھمکیاں دیں کہ اگر حماس کو منتخب کیا گیا تو امداد بند کر دی جائے گی۔ فوج کشی کی جائے گی۔ محاصرہ کر دیا جائے گا لیکن فلسطینی عوام نے بھاری اکثریت سے حماس کو نمایندہ منتخب کر لیا۔

کہنے کو ایک منتخب حکومت اور پارلیمنٹ وجود میں آگئی لیکن عملاً یہ زہریلے کانٹوں سے بھرا ایک تاج تھا جو حماس حکومت کے حصے میں آیا۔ حماس نے مسئلہ فلسطین کی نزاکت کے مدنظر ایک قومی حکومت بنانے کا فیصلہ کیا۔ تاہم محمد دحلان سمیت فتح کے رہنما حماس کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار نہ تھے۔ حماس کے اسماعیل ہانیہ نے حکومت بنائی۔ مگر اس منتخب حکومت کو ایک دن بھی سکھ کا سانس نہیں لینے دیا گیا۔ 1993ء میں معاہدے کے نتیجے میں متعارف کروائی جانے والی بیرونی امداد یکسر بند کر دی گئی۔

حماس نے چیلنج قبول کر لیا۔ پورے عالم اسلام نے اِن کے لیے امداد جمع کرنا شروع کر دی۔ بعض حکومتوں نے بھی دست تعاون بڑھایا۔ "دنیا" کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حماس حکومت کامیاب نہ ہو جائے۔ مسلمان ملکوں کے بینکوں پر پابندی عائد کر دی گئی کئی بنکوں نے جمع شدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقوم ضبط کر لینے کا اعلان کر دیا۔ مگر حماس نے پھر بھی ہمت نہ ہاری۔ ذمہ داران حکومت خود مالی اعانت لے کر غزہ جانے لگے۔ ۶۴

غزہ کو مقبوضہ فلسطینی علاقوں سے ملانے والے ایک رستہ رفح (رفاہ) گیٹ وے ہے جو غزہ کو مصر سے ملاتا ہے۔ وہ واحد راستہ ہے جو براہ راست اسرائیلی انتظام میں نہیں۔ لیکن وہاں سے بھی ہر امداد باقاعدہ مزاحمت کرتے ہوئے اندر پہنچائی گئی۔

تقریباً ڈیڑھ برس کا عرصہ اس طرح گزرا کہ بری راستے بند صیہونی فوجی کاروائیوں کا دوبارہ آغاز اور سب سے بڑھ کر الفتح تنظیم اور صدارتی افواج کے ذریعے حماس کا باقاعدہ عسکری کاروائیوں کا اہتمام، اس دوران حماس اور فتح کے درمیان کئی معاہدے ہوئے، اگر کوئی نادیدہ قوت ان معاہدوں کو پرزے پرزے کر دیتی۔

بالآخر 8 فروری 2007 کو سعودی عرب کے شاہ عبداللہ کے انتھک کوششوں سے دونوں جماعتوں کے مابین مکہ مکرمہ میں ایک نیا معاہدہ طے پایا۔ جس کے نتیجے میں الفتح بھی شریک اقتدار ہو گئی۔ لیکن مقدس ترین مقام پر ہونے والا یہ معاہدہ بھی نصف سال پورا نہ کر سکا اور دونوں جماعتوں کے درمیان بدترین لڑائی شروع ہو گئی۔ امریکہ اور اسرائیل دونوں محمود عباس کی حکومت کو سپورٹ کر رہے تھے۔ اور انھوں نے فنڈز کے نام پر صدر محمود عباس کو امداد شروع کر دی۔ جس سے صرف ان کے حامیوں کی تنخواہیں ادا ہوتیں۔ ۶۵

دوسری طرف اسماعیل ہانیہ کی حکومت سرکاری ملازمین کو تنخواہیں ادا کرنے سے معذور ہو چکے تھے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب بلدیہ کے چھعداروں کو بھی تنخواہ دینا ممکن نہ رہا۔ تب وزیر اعظم خود ان کے ساتھ مل کر غزہ کی سڑکوں پر صفائی کرنے کے لیے اُتر آیا۔

عین انھی لمحات میں امریکا نے 86 ملین ڈالر کی امداد فراہم کی تا کہ فلسطینی حکومت کی تابع سیکورٹی فورسز کے مقابل صدراتی فوج تیار کی جائے۔ تقریباً 33 ہزار افراد پر مشتمل متوازی سیکورٹی کھڑی کر دی گئی اور بالآخر فلسطینی اور صیہونی کے بجائے الفتح، حماس جھڑپیں ہونے لگیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُدھر مصری اور اُردنی سرحدوں سے صدر کی حفاظت کے نام پر جدید اسلحے کی بڑی کھیپ محمود عباس اور ان کے شیر "دحلان" کو پہنچائی گئی۔ یہ سیکورٹی فورس مسجدوں اور تعلیمی اداروں میں گھس گھس کر حماس قیادت کو نشان بنانے لگی۔٢٦

الفتح کے نام پر دحلان سیکورٹی اور حماس کے افراد باقاعدہ مورچہ بند ہو کر لڑنے لگے۔ حماس نے اس موقع پر بھی حالات کا رخ موڑنے کی ایک کوشش کی اور اپنے حملوں کا اصل رخ اسرائیلی بستیوں کی طرف موڑ دیا۔ ان پر خود ساختہ راکٹوں کے سیکڑوں حملے کیے اور فلسطین کے عوام کو یاد دلایا کہ ہمارا اصل دشمن کون ہے۔ بالآخر 14 جون 2007ء کو حماس کے جوانوں نے صدارتی کیمپ کے تمام دفاتر خالی کرا لیے چند گھنٹوں میں غزہ میں صرف حماس کی عوامی اور عسکری قوت باقی رہ گئی۔ حماس نے اعلان کیا کہ یہ صرف ایک عارضی اور انتظامی کاروائی ہے۔ ہم تو فلسطینی بھائیوں سے اشتراک عمل چاہتے ہیں۔ مگر ان واقعات کو بنیاد بنا کر غزہ کو مکمل گھیرے میں لے لیا گیا۔

اس محاصرے کے سات ماہ میں غزہ کے تمام راستے مکمل طور پر بند کر دئے گئے۔ زندگی معطل اور ایندھن پانی، ادویات سامان خورد و نوش سب بند ہو گیا۔ ۸۱ ہزار سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بند اور غزہ سے باہر محنت مزدوری کرنے والے ملازمین کے باہر جانے پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

20 جنوری 2008ء محاصرے کی ہلاکت خیزیوں کے عروج کا دن تھا۔ غزہ کی 15 لاکھ آبادی کی بجلی کی سپلائی روک دی گئی جو ۵۰ فی صد جنریٹروں کے ذریعے فراہم ہوتی تھی۔ تیل کی سپلائی بند ہونے کی وجہ سے آخری جنریٹر بھی بند ہو گیا۔ اور تمام آبادی مکمل اندھیرے میں ڈوب گئی۔ ٹیوب ویل بند ہو گئے۔ پانی ناپید، ہسپتالوں میں بجلی نہ ہونے سے جن مریضوں کے اپریشن ہونے تھے، یا اپریشن ہو چکے تھے، موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ ٹیلی فون ایکسچینج اور موبائل بیٹریاں ختم ہو گئی۔ نقل و حرکت مفلوج ہو گئی۔ اس پر اکتفا نہیں بلکہ ساتھ ساتھ اسرائیلی بم باری شروع ہو گئی۔ حصار اور تاریکی کے تین روز کے اندر اندر ۴۰ کے قریب افراد شہید کر دیئے گیے۔ 22 جنوری کو سیکڑوں خواتین رفح کے سرحدی پھاٹک پر جمع ہو گئیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں فلسطینی نوجوان اکٹھے ہوئے اور بلڈوزر غزہ اور مصر کے مابین حائل جنگلے اور آہنی دیوار مسمار کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئی۔ لاکھوں فلسطینیوں کے قافلے عریش اور رفح کی طرف چل پڑے ہے تا کہ وہاں سے لالٹین موم بتیاں اور اشیائے خورونوش خرید سکیں۔

سرحدی دیوار روند نے پر امریکا نے خبردار کیا ہے کہ یہاں سے دہشت گرد اسلحہ اور مجاہدین غزہ جا سکتے ہیں اور اسرائیل نے بھی مصر کو راستہ بند نہ کرنے کی صورت میں دھمکی دی ہے اور مصر نے امنأ وصدقنا کہتے ہوئے یہ سرحدی شگاف بند کر دیا۔ اب غزہ سے کسی کو مصر جانے کی اجازت نہیں البتہ فی الحال مصر کی طرف آئے ہوئے فلسطیوں کو واپس غزہ کی سب سے بڑی جیل جانے کی آزادی ہے۔ ۶۷

۶۔ کربلائے غزہ

اسرائیل نے غزہ میں پولیس کے تربیتی مرکز پر 27 دسمبر 2008ء کو پہلا حملہ کیا اور 40 کنڑیل جوان خون میں نہلا دیئے۔

25 دسمبر کو صہیونی وزیر خارجہ سیپی لفنی نے مصر کے دورے پر صدر حسنی مبارک اور مصری وزیر خارجہ کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے اعلان کیا: ''حماس سے نجات ہی اسرائیل اور تمام علاقائی طاقتوں کا مشترک مفاد ہے۔'' اس کی وجہ عرب ممالک اور مصر واردن کی جانب سے بڑھتی ہوئی تائید کو اپنے ملکوں میں اخوان المسلمون کی تائید قرار دیا جانا سمجھا جاتا ہے اور کربلائے غزہ میں حسبی اللہ و نعم الوکیل. حسبنا اللہ و نعم الوکیل. لاکھوں بے سہارا فلسطینیوں کا صرف ایک سہارہ رہ گیا ہے۔

جو غزہ میں مسلسل 22 دن تک دنیا کے مہلک ہتھیاروں کا سامنا کرنے میں کامیاب ہوئے اور ہٹے کٹے اعضا لیے، ملبے سے نکلتے خون میں نہائے ہوئے ایک ہی وقت میں دو دو تین تین معصوموں کی لاشیں بازوں میں سمٹی ہوتیں اور یہی دعا بددعا کی صورت بھی اختیار کر جاتی۔

حسبی اللّٰہ علی الحکام الاعرب حسبی اللّٰہ علی الیہود ۶۸

غزہ پر توڑی جانے والی قیامت اپنی تمام تر ہلاکت خیزی اور توہین انسانیت سمیت تاریخ کا حصہ بن چکی ہے اور حماس حکومت نے اسرائیل کی جارحیت کو فلسطینی عوام کے خلاف یہودیوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ھولوکاسٹ" قرار دیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس جارحیت کے دوران اسرائیلی حملے کا بنیادی ہدف کیا ہے۔

اسرائیل نے غزہ پر حملے کے خطرے سے اپنے اہداف ومقاصد تین حصوں میں تقسیم کیے ہیں۔

۱۔ حماس حکومت کا خاتمہ۔

۲۔ مجاہدین کے تیار کردہ میزائلوں اور اسلحہ کے ذخیروں کا صفایا۔

۳۔ غزہ کا کنٹرول فلسطینی اتھارٹی اور فتح کے حوالے کرنا۔

اُدھر اسرائیل میں حماس کے حوالے سے نیا تصور اُبھر رہا ہے۔ کہ غزہ سے حماس حکومت کے خاتمے کی صورت میں حماس تحریک کے ''انتفاضہ'' کا آغاز بھی کر سکتے ہیں۔ جس کے لیے حماس کے رہنما بیانات دے چکے ہیں۔ اسرائیل کے دفاعی امور کے اہم تجزیہ نگار بین جمن ڈیوڈ نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا: حماس پہلے کی طرح کمزور نہیں، اسے شام، حزب اللہ اور ایران کی جانب سے عسکری امداد بھی مل رہی ہے۔ اس طرح اسرائیل کو حماس کی جانب سے بڑے پیمانے پر خودکش حملوں کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ ۶۹

حماس کو تباہ کرنے کے لیے ہمارا حملہ جتنا شدید تھا۔ جس طرح اسرائیلی فوج نے اس پر بری، فضائی اور بحری حملوں کے ذریعے آگ کی بارش برسائی اس سب میں سے حماس بچ نکلی اور اس طرح بچ نکلنے کی کوئی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ وہ آج پھر کسی دیوہیکل صحرائی پرندے کی طرح ریت جھاڑتے ہوئے ملبے کے ڈھیر میں سے اُٹھ کھڑی ہوئی ہے اور مصر کے ساتھ مذاکرات کرتے ہوئے بھی اپنے موقف پر سختی سے جمی ہوئی ہے۔ وہ کسی صورت ہار ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ۷۰

تحریک کے بعد غزہ کی تعمیر نو

غزہ کی پٹی پر حملے سے قبل اسرائیل نے فوجیوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ حملوں میں شہر کو اس طرح نشانہ بنائیں کہ وہ دوبارہ اس کی طرف پلٹ کر نہ آنا پڑے۔ ہم تب اپنے اہداف میں کامیابی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کر سکتے ہیں جب یہ احساس ہو جائے کہ غزہ کی ہڈیوں کو گوشت سے جدا کر دیا ہے اور اس کی تعمیر نو کرتے ہوئے برسوں نہیں صدیوں کا عرصہ درکار ہو "

یہ الفاظ کسی عام یہودی کے نہیں بلکہ اسرائیلی وزیر داخلہ "میئر شیئر یٹ" کے ہیں، جو انھوں نے سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں افواج کے اعلیٰ عہدیداروں سے کہے تھے۔

تخریب لمحوں کا کام اور تعمیر کے لیے کئی برس درکار ہوتے ہیں۔ اسرائیلی جارحیت سے ہونے والی تباہی کے مختلف تخمینے لگائے جا چکے ہیں۔ اسرائیل کے سرکاری طور پر اعتراف کے مطابق تعمیراتی لاگت کم از کم اڑھائی کروڑ اور اقوام متحدہ کے اندازوں کے مطابق تعمیر نو پر 4 ارب ڈالر کے اخراجات ہوں گے۔ سعودی عرب، کویت، قطر، یمن اور مصر کی جانب سے غزہ کی تعمیر نو کے لیے تقریباً پچاس کروڑ ڈالر کی امداد دینے کا اعلان ہوا جبکہ گذشتہ ماہ " شرم الشیخ " جس میں ہونے والی عالمی روڈ کانفرنس میں تعمیر کے لیے 75 ڈونر ممالک کے پانچ ارب ڈالر کی امداد کا اعلان کیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق چند ٹن سیمنٹ اور سریے کے سوا کچھ موصول نہیں ہو سکا جس کے باعث معمولی سطح پر مکانوں کی تعمیر میں بھی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ بلکہ اسرائیلی حملے بھی بدستور شروع ہیں۔[۱]

نئی حکومت جو صدر محمود عباس اور سلام فیاض[۲] پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں بڑی رکاوٹ ہیں جو غزہ میں پہنچنے والی امداد کو تخریب کاروں میں تقسیم کر دی جاتی ہے اور ۱۶ ملین ڈالر کرپشن ہو چکی ہے۔

تمام تر پریشانیوں کے باوجود غزہ میں حماس کی حکومت اور شہریوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بحالی کا کام شروع کر دیا ہے۔ جسے بہر حال تسلی بخش قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جس کی وجہ سے غزہ کے 16 ملین متاثرین جنگ میں مایوسی بڑھتی جا رہی ہے۔ حماس اپنے تاریخ کے نہایت اہم مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ فلسطین کا ہر دوسرا شخص حماس سے نہ صرف ہمدردی رکھتا ہے۔ بلکہ اسرائیلی ریڈیو رپورٹ کے مطابق آج بھی فلسطینی عوام اور حماس اکھٹے کھڑے ہیں۔ ان تمام بیانات اور اقدامات کا تجزیہ اگرچہ اہم ہے۔ مگر گذشتہ 60 سالہ صیہونی دہشت گردی اور جہاد کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچلنے کی کوششوں اور فلسطینی قوم میں کچھ غداروں کے ان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہونے کے باوجود ہم بر سرزمین عملی نتیجہ کیا دیکھتے ہیں۔کیا وہی نہیں کہ فلسطینی جہاد اور تحریک حماس اب بھی فعال اور موثر ہے۔دنیا کے کتنے دارالحکومت ہیں جو ملیا میٹ کر دیئے گئے،مگر آج وہ دوبارہ زندہ بھی ہیں اور فتح یاب بھی۔اہل غزہ کے اس عزم سے شیخ احمد یٰسین کی یہ پیشگوئی تازہ ہوگئی:''21 صدی کی پہلی چوتھائی میں ہمارا جہادی سفر نصرت الٰہی کی منزل پالے گا''۔۳۷

۷۔فری غزہ موومنٹ

غزہ سے باہر نکلنے کے صرف تین راستے ہیں۔اُن میں سمندر کا تیسرا راستہ بھی شامل ہے۔جس کی اسرائیل نے 1967ء سے ناکہ بندی کر رکھی ہے۔اوسلو معاہدے کے تحت تھوڑی بہت آزادی سامان کی رسل تو ہو رہی ہے۔مگر کوئی زندہ انسان اس راستے سے آمدورفت میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔اسرائیل کی اس ہٹ دھرمی کے ردعمل میں مغربی دنیا کے کچھ باشعور افراد نے ''فری غزہ موومنٹ'' کے نام سے ایک تنظیم کے تحت اپنے آپ کو منظم کیا اور اسرائیلی سمندری ناکہ بندی کو توڑنے کا اعلان کر دیا۔17 مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے 44 عام افراد نے 40 سال میں پہلی بار اگست 2008ء کو ایک قافلہ غزہ روانہ کیا۔پھر ایک کے بعد دوسرا قافلہ روانہ ہوا۔چار ماہ کے عرصے میں 5 قافلے روانہ ہوئے جن میں یورپی پارلیمنٹ کے ممبران سٹوڈنٹس ڈاکٹرز اور جرنلسٹ وغیرہ شامل رہے۔

مگر ادویات،دودھ اور خوراک پہنچانے والے ان قافلوں کو اسرائیل نے جنگی حالات پیدا کر کے روکنے کا بندوبست کر لیا۔یوں چھٹا،ساتواں،آٹھواں سفر ناکامی سے دوچار رہا۔۳۸

''غزہ فری موومنٹ'' کا نواں قافلہ 6 جہازوں کے فلوٹیلا پر مشتمل تھا۔پر 31 مئی 2010ء کو اسرائیل نے فائر کھول دیئے اس سفاکانہ کاروائی میں 20 سے زائد افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔700 افراد پر مشتمل اس قافلے میں امن کے نوبل انعام یافتہ ''ماٹریڈ کوریگن'' سویڈن کے بہترین رائٹرز اور پاکستان کے جرنلسٹ طلعت حسین سمیت وہ افراد شامل تھے جو عالمی ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کرنا چاہتے تھے۔''یونیورسل ڈکلیریشن آف ہیومن رائٹس''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دنیا کے تمام انسانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ آزادی سے اپنے ملک میں جب چاہیں آ جا سکتے ہیں۔مگر بے چارے فلسطینی حماس حکومت اور اسرائیل مخالف پاسبانوں کی وجہ سے انسانیت سوز مظالم کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔اور اپنے ہی ملک میں آنے جانے کی پابندی پر مجبور ہیں اور دنیا بھر کے عوام کی کھلی آنکھوں سے اس دوغلے معیار کا تماشہ دیکھنے پر مجبور ہیں۔۵ے

۸۔مشرقِ وسطیٰ پر نوم چومسکی کا تجزیہ

ڈیکلریشن آف پرنسپلز (D.O.P) اور اس کی آڑ میں کیے گئے جابر اقدامات کے تمام راستے امریکہ اور اسرائیل کے توسیع پسندانہ اور مسترد پسندانہ نصب العین کے حصول کی طرف بڑھ رہے ہیں۔کسی طرح اگر فلسطین کا قبضہ لپیٹ کر ادھر اُدھر کر دیا جائے تو خطے کے بڑے ممالک کے درمیان تعلقات کھل کر سامنے لائے جا سکتے ہیں۔یہ تعلقات پردہ اخفا سے نکل آئیں۔تو ان میں مضبوطی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔اس طرح اسرائیل امریکی پشت پناہی کی موجودگی میں علاقے میں صنعتی مالیاتی اور فنی مہارتوں کا مرکز بن جائے گا۔اسے امریکی مالی امداد حسب دستور ملتی رہے گی۔اسرائیل کو زمانہ حال میں ملنے والی 1.3 ارب ڈالر کی سالانہ امداد امریکہ کی طرف سے دنیا کو ملنے والی مجموعی امداد کا 25 فی صد ہے۔امریکی امداد کے دیگر تمام پروگراموں کے برعکس اسرائیل کو ملنے والی مجموعی امداد شرائط یا نگرانی کی پابندیوں سے آزاد ہے۔مثلاً مصر کو باقاعدگی سے دی جانے والی 2 ارب ڈالر کی امریکی امداد اس شرط کی بنا پر ممکن ہوئی کہ وہ امریکہ اور اسرائیل کے مفادات پالیسی کا حامی رہے گا۔۶ے

مشہور شکاگو کونسل آف "Chicago Council" on Foriegn Relation فارن ریلیشن میں لکھتا ہے۔

Amerca Public Opinion and Foreign Policy 1995. اسرائیل اور مصر کو ملنے والے فنڈ جس میں سے ایک دو بوند فلسطینیوں کو بھی مل جاتی ہیں۔عالمی اسرائیلی امداد کا وہ جُز ہیں جو عوامی رائے کی ممانعت کا نشانہ بنا ہوا ہے۔یہ بھی یاد رہے کہ امریکہ اسرائیل کو جتنی بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امداد دے رہا ہے، وہ غیر قانونی ہے۔ ہیومن رائٹس واچ H.R.W نے اس معاملے پر حال ہی میں کافی بحث کی ہے، جس میں دہرایا گیا ہے کہ امریکی قانون کے مطابق ایسی حکومت کو امداد دینے سے منع کرتا ہے، جو منظم تشدد اور اذیت رسانی میں ملوث ہو اور اسرائیل واحد وہ جمہوریت ہے، جہاں تشدد اور ایذا رسانی (Torture) کو قانونی شکل دی گئی ہے۔ اس سارے معاملے میں ہمیں "ورلڈ آرڈر" کے یہ بنیادی اور اہم اصول کارفرما نظر آتے ہیں۔ عالمی اور طاقت کے قانون "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے ذریعے طے کیے جاتے ہیں۔ بلکہ دانشوروں کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے کہ وہ حقائق کا حلیہ اس طرح تبدیل کر دیں کہ جس سے طاقت کی ضرورت پوری ہو سکے، جو حالات ابھی تک نظر آ رہے ہیں وہ تو جیتے جاگتے لوگوں کو مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کرنے اور معاشرے کو ردی بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ کیونکہ آقاؤں نے ایسا ورلڈ آرڈر تخلیق کیا ہے، جس کا مطلب ہے: ہوگا وہی جو ہم چاہیں گے۔ ۷ے

۹۔ اسرائیل کا مستقبل

'' نیتن یا ہو کے کھیل۔'' کے عنوان سے معروف یہودی تجزیہ نگار عکیفا دار نے لکھا ہے: جس بچے نے سائیکل چلانے کا تجربہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اگر پیڈل چلانا بند کر دیا جائے تو سائیکل سوار بالآخر گر جاتا ہے۔ اگر اسرائیلی حکمران نے فلسطینیوں کے ساتھ دو متوازی ریاستوں کی تشکیل کے لیے مذاکرات بند کر دیئے، تو وہ اپنے پوتوں کا نہیں اپنے بیٹوں کا مستقبل بھی تاریک کر دے گا۔ (ھارٹز 21 جون 2010ء) ترکی فلم کے مطابق '' زندگی'' کے عنوان سے روزنامہ یدیعوت احرنوت اپنے اداریے میں لکھتا ہے: '' ہم جنگ کے عروج پر ہیں اور ہم یہ جنگ ہار رہے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ ہم کمزور ہیں، احمق '' ہیں یا غیر منصف ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ ہم عقلی اور تنظیمی اعتبار سے خود کو کھیل کے نئے ضابطوں کے مطابق نہیں ڈھال سکے۔ جن کتابوں میں اسرائیل کے خاتمے کی بات کی جاتی ہے، ان میں اہم پہلو بیان کیے جاتے ہیں۔

۱۔ اقتصادی جنگ:۔ جس میں اسرائیلی سامان کا بائیکاٹ، سیاحت کی ناکامی، اسرائیل کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفاع پر اخراجات۔

۲۔ سیاسی اور نفسیاتی جنگ:۔ جس میں اسرائیل سے اس کا حق وجود چھین لیا جائے (بحری قافلہ اُس کا حصہ تھا)

۳۔ عسکری لحاظ سے:۔ اسرائیل کو کمزور و دیمک زدہ کرنا۔ ہمارے دشمن پہلے دونوں پہلوؤں پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کا مقابلہ بھی انھیں دونوں میدانوں سے ہونا چاہیے نہ کہ فوج اور مزید سمڈا ہیری کہتا ہے کہ گذشتہ مرحلے میں بلا شبہ حماس کامیاب رہی ہے۔ ساری دنیا ہمیں مطعون کر رہی ہے۔ روشن خیال دنیا بھی حماس سے مذاکرات کرنے پر اصرار کر رہی ہے۔ (یدیعوت احرنوت 20 جون 2010ء) دوسری طرف اسرائیل کی مخالفت خود یہودی کر رہے ہیں، جو سمجھتے ہیں کہ اسرائیلی ریاست کی پالیسیاں صرف اس کے لیے ہی نہیں۔ دنیا میں تمام یہودیوں کے خلاف نفرت کے جذبات میں اضافہ کر رہی ہے۔ یورپ میں جے کال (J Call) نامی یہودی تنظیم نے اپنے بیان میں سیاستدانوں، پارلیمنٹ کے ارکان اور حقوق انسانی کے علمبرداروں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسرائیل پر دباؤ ڈال کر اپنی موجودہ پالیسیاں تبدیل کرنے پر مجبور کریں۔

کئی بار اسرائیل پارلیمنٹ کا اسپیکر رہنے والا اور ایک بڑے یہودی ربی کا بیٹا ابرہام پورگ اپنی کتاب "ہٹلر کے خلاف کامیابی" میں لکھتا ہے: صہیونی خواب کا خاتمہ ہمارے دروازے کی دہلیز سے آن لگا ہے۔ اب خدشہ ہے کہ ہماری نسل آخری صہیونی نسل ہی ہوگی۔ "پورگ کے بقول "اسرائیل کے موجودہ حالات جرمنی، میں ہٹلر کے آمد کے وقت کے حالات سے مشابہ ہو چکے ہیں۔ امپریلزم اور فتنہ وفساد کا اتحاد ریاست پر مسلط ہے"۔ یہاں پر امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کی دور پورٹ بھی یہ خدشہ و امکان ظاہر کرتی ہے کہ وہ 2020ء کے بعد دنیا میں اسرائیل نام کی کوئی ریاست نہ رہے گی، جو کہ شیخ لیسین فرما گئے تھے کہ اکیسویں صدی کی پہلی چوتھائی میں صہیونی ریاست کی تجہیز و تکفین مکمل ہو جائے گی۔ اس طرح کے درجنوں یا سیکڑوں نہیں ہزاروں تجزیے و تحریریں اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ عالمی نقشے پر نئے دور کے امکانات ہیں۔ یقیناً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج امریکی تسلط اور اس کی سرپرستی میں اسرائیل کا دور دورہ ہے۔مگر مستقبل میں منظر ہی دوسرا ہے۔300 کلومیٹر لمبی اور سات کلومیٹر چوڑی غزہ کی پٹی میں آزمائش ختم ہونے کا دور یقیناً قریب آن لگا ہے۔ ۸ے

حزب اللہ

(ایک چھاپہ مار تنظیم جس نے اسرائیل کے دانت کھٹے کر دیے۔)

ا۔لبنان،عرب دنیا کی تفریح گاہ

عرب ملکوں میں فوجی اور سیاسی انقلاب رونما ہوئے اور بہت سے زعما اور مصلحین پر زمین تنگ ہوگئی تو انھوں نے لبنان میں پناہ لی۔اس لحاظ سے لبنان کو عالم عرب کا سوئٹزرلینڈ کہہ سکتے ہیں۔جہاں سیاسی پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد مقیم ہے۔اور اس میں تصنیف و تالیف اور اپنے خیالات کی تبلیغ اشاعت کی مکمل آزادی ہے۔جو کہ خود بہت سے عرب ملکوں میں ناپید ہے،انھوں نے بھی جایدادیں بیروت منتقل کر لیں۔

کتاب خانے اور اشاعت گھر قائم کیے ہیں۔قاہرہ میں (ناصر کے استبدادی دور میں) نشر و اشاعت کا بازار سرد پڑا تو بیروت نشر و اشاعت کتب کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔۹ے

لبنان آزادی (26 نومبر 1941ء) کے بعد سے مسلم عیسائی فسادات تک اپنی ترقی خوشحالی تعلیم اور خواندگی کے بلند معیار اور علم و ادب کی ترقی کے لحاظ سے مشرقی وسطیٰ ملکوں کے لیے ایک معیار بنا رہا۔لبنان کے خوبصورت ساحل اور سرسبز و شاداب پہاڑوں نے لبنان کو عرب دنیا کی تفریح گاہ بنا دیا۔اور اس وقت اسلامی دنیا کا سب سے بڑا سیاحت کا مرکز لبنان ہے۔لیکن چونکہ لبنان میں عیسائیوں کی بڑی تعداد موجود ہے اور سیاحوں کی آمد نے بھی بیروت کو دنیا کے دولت مندوں اور سیاحوں کا مرکز بنا دیا ہے۔اگر کوئی شخص اس بات کا مشاہدہ کرنا چاہے کہ مغربی تہذیب اور مادی ترقی نے مختلف طرح عربوں کی فطرت کو مسخ کر دیا ہے تو اسے کچھ ایام بیروت اور لبنان کے موسم گرما گزارنے کے مقامات پر گزارنے چاہیں۔۸۰ے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ